21

اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا کا نام ضرور لیا کرے

(فرمودہ یکم ستمبر 1950ء بمقام حیدرآباد سندھ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''چونکہ مجھے کھانسی کی سخت تکلیف ہے اس لئے میں خطبہ بھی مختصر کروں گا اور چونکہ میں سفر پر ہوں اور نمازیوں کی اکثریت بھی مسافر ہے اس لئے میں نماز بھی جمع کر کے پڑھاؤں گا۔ پہلے جمعہ کی نماز ہو گی اور پھر اس کے بعد عصر کی نماز۔ عصر کی نماز ہم قصر کریں گے لیکن جو مقامی لوگ ہیں اُن کو چاہیے کہ جب میں عصر کی نماز کا سلام پھیروں تو وہ کھڑے ہو کر اپنی باقی رکعتیں پوری کر لیں کیونکہ ان پر چار رکعت فرض ہیں اور ہم پر دو رکعت فرض ہیں۔ اور چونکہ میں نے آج اختصار کے ساتھ خطبہ پڑھنا ہے اور قصر نماز کا ذکر آ گیا ہے اس لئے میں خطبہ میں اس مسئلہ کو لے لیتا ہوں۔

ہمارے ہاں سفر کی نمازوں کے متعلق قصر کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت ایک غلط محاورہ ہے جو استعمال ہو رہا ہے۔ قصر کے معنی چھوٹا کرنے کے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ سفر میں نماز قصر نہیں ہوتی بلکہ حضر میں جب انسان اپنے گھر پر موجود ہو نماز زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ احادیث اور تاریخ سے ثابت ہے کہ پہلے دو ہی رکعت نماز ہوتی تھی بعد میں دو کی بجائے چار رکعتیں کر دی گئیں۔[1] یعنی ظہر، عصر اور عشاء کی نمازوں میں دو دو رکعتیں بڑھا دی گئیں۔ صبح کی نماز اُسی طرح رہی۔ اِسی طرح مغرب کی نماز بھی اُسی طرح رہی۔ پس قصر کا سوال درحقیقت سفر کے ساتھ پیدا ہی نہیں ہوتا کیونکہ جتنی نماز پہلے پڑھی

جاتی تھی سفر میں اتنی ہی پڑھی جاتی ہے۔ لیکن جو لوگ اپنے اپنے گھروں میں مقیم ہوں اُن کو دُگنی پڑھنی پڑتی ہے۔

قرآن کریم میں جو قصر کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ سفر کی نمازوں کے متعلق نہیں لیکن مسلمانوں نے اپنی غلطی سے اسے سفر کی نمازوں کے متعلق سمجھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں قصر کے معاملہ میں غلط فہمی ہوئی اور وہ غلط راستہ پر جا پڑے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ اگر تمہیں خوف ہو تو تم نمازوں کو قصر کر سکتے ہو 2 اس سے مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ اگر امن ہو تو پھر مسافر کے لئے قصر کرنا جائز نہیں حالانکہ جیسا کہ میں نے بتایا ہے اصل مسئلہ یہ ہے کہ سفر میں اُتنی ہی نماز پڑھی جاتی ہے جتنی پہلے پڑھی جاتی تھی۔ البتہ حضر میں دُگنی کر دی گئی ہے۔ یہ نہیں کہ پہلے چار چار رکعتیں ہوا کرتی تھیں اور پھر سفر میں دو دو کر دی گئیں بلکہ پہلے دو رکعت نماز ہی ہوا کرتی تھی۔ پھر سفر میں تو دو رکعتیں ہی رہ گئیں اور حضر میں چار کر دی گئیں۔ باقی قرآن کریم میں جس قصر کا ذکر آتا ہے وہ اَور ہے اور اُس کا سفر کی نمازوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ نماز کے متعلق ہماری شریعت نے یہ ہدایت دی ہے کہ اسے آہستہ آہستہ، اطمینان اور سکون کے ساتھ ادا کیا جائے۔

احادیث میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ ایک شخص آیا اور اس نے جلدی جلدی نماز پڑھی اور سلام پھیر دیا۔ جب وہ نماز پڑھ چکا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شخص! تیری نماز نہیں ہوئی تُو پھر نماز پڑھ۔ اِس پر اُس نے دوبارہ نماز پڑھی۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا کہ اے شخص! تیری نماز نہیں ہوئی تُو پھر نماز پڑھ۔ اُس نے پھر نماز پڑھی۔ مگر جب وہ تیسری مرتبہ فارغ ہوا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر فرمایا اے شخص! تیری نماز نہیں ہوئی تُو پھر نماز پڑھ اِس پر اُس نے کہا یا رسول اللہ! مجھے تو ایسی ہی نماز پڑھنی آتی ہے اگر نماز پڑھنے کا کوئی اَور طریق ہو تو آپ بتا دیں تا کہ میں اُس طرح نماز پڑھوں۔ آپ نے فرمایا جب تم نماز پڑھو تو آہستہ آہستہ اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جلدی جلدی نماز پڑھنا جائز نہیں۔ 3 اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑے ہو تو اطمینان کے ساتھ کھڑے ہو اور ٹھہر ٹھہر کر سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھو۔ رکوع میں جاؤ تو تمہاری پیٹھ سیدھی ہو اور آہستہ آہستہ تسبیح کرو۔ رکوع کے بعد کھڑے ہو تو آرام سے کھڑے ہو اور کلماتِ مسنونہ دُہراؤ۔ سجدہ میں جاؤ تو ٹھہر ٹھہر کر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہو۔ یہ نہیں

کہ اِدھر نماز شروع کی اور اُدھر فوراً رکوع میں چلے گئے۔ پھر جلدی سے سر اٹھایا اور سجدے میں گر گئے۔ ایک دو دفعہ سجدہ میں سر مارا تو پھر جلدی سے دوسری رکعت شروع کر دی۔ یہ نماز نہیں بلکہ نماز کے ساتھ تمسخر ہے۔ تو نماز کو ٹھہر ٹھہر کر اور آہستگی سے ادا کرنے کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے۔ لیکن قرآن کریم بتاتا ہے کہ جب خوف ہو تو پھر تمہارے لئے نماز کو قصر کر لینا جائز ہے۔ یعنی اسے چھوٹا کرنے اور جلدی جلدی ادا کر لینے کی ہماری طرف سے اجازت ہے۔ یوں عام حالات میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناجائز قرار دیا ہے۔ مگر جب لڑائی ہو رہی ہو تو اُس وقت قصر کر لینا جائز ہے۔ یعنی اُس وقت اگر انسان جلدی جلدی نماز پڑھ لے تو اس کا یہ فعل اللہ تعالیٰ کے نزدیک جائز ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو اور وہ ان کے ملک پر قبضہ کرنا چاہتا ہو تو چونکہ کسی اسلامی ملک پر دشمن کا قبضہ کر لینا ایک بڑی آفت ہے اور نماز کو جلدی جلدی پڑھ لینا یا نماز کو مختصر کر لینا ایک چھوٹی آفت ہے اس لئے شریعت یہ کہتی ہے کہ تم بڑی آفت کو نہ آنے دو اور چھوٹی آفت کو برداشت کر لو۔ پھر آگے اس قصر کی اسلام نے کئی قسمیں بتائی ہیں۔ ایک قسم ایسی ہے جس میں صرف ایک رکعت نماز ہی پڑھی جاتی ہے دو رکعتیں نہیں پڑھی جاتیں۔ اور ایک قسم ایسی ہے جس میں ایک ایک رکعت جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے اور ایک ایک رکعت انفرادی طور پر ادا کی جاتی ہے۔ پہلے آدھی فوج امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھتی ہے پھر وہ چلی جاتی ہے اور دوسری فوج اس کی جگہ آ کر ایک رکعت پڑھتی ہے اور باقی ایک ایک رکعت سپاہی اپنے اپنے طور پر ادا کر لیتے ہیں۔ اس قصر کے ساتھ خوف کا ہونا ایک لازمی شرط ہے۔ اگر خوف نہ ہو تو قصر کرنا جائز نہیں۔ مثلاً اسلامی لشکر میدانِ جنگ میں ڈیرے ڈالے پڑا ہو لیکن فرض کرو لڑائی نہیں ہو رہی تو اُس وقت جلدی جلدی نماز پڑھنے اور نماز کو قصر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی بلکہ اُس وقت وہی قاعدہ جاری ہوگا جو عام حالات میں جاری ہے۔ یعنی سفر کی حالت ہو تو اُس وقت دو رکعت نماز پڑھی جائے گی اور حضر کی حالت ہو تو چار رکعت نماز پڑھی جائے گی۔ لیکن جب خوف کی حالت ہو تو اُس وقت قصر کر لینا جائز ہے۔ مثلاً اسلامی فوج کا ایک سپاہی دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے گیا تھا کہ اُس کا دشمن کو علم ہو گیا۔ وہ گھوڑے کو دوڑاتا ہوا واپس آ رہا ہے اور پچاس ساٹھ سپاہی اُس کے تعاقب میں ہیں کہ راستہ میں نماز کا وقت آ گیا۔ اب اگر وہ ٹھہر جاتا ہے یا گھوڑے سے اُتر کر نماز پڑھنے لگ جاتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ پکڑا جائے گا اور

اسلامی لشکر اُن معلومات سے محروم ہو جائے گا جن کے مہیا کرنے کے لئے اُسے بھجوایا گیا تھا۔ پس چونکہ اس کا اپنی جان بچا کر اسلامی لشکر میں پہنچنا ضروری ہے اس لئے اسے اجازت ہوگی کہ گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھتا چلا جائے۔ جس طرح بیمار آدمی لیٹے لیٹے نماز پڑھ لیتا ہے یا بعض دفعہ اشاروں میں ہی نماز پڑھ لیتا ہے اس طرح اسے بھی اجازت ہوگی کہ جس طرح چاہے نماز پڑھ لے۔ مثلاً گھوڑا دوڑاتے دوڑاتے نماز کے کلمات دہراتا جائے، رکوع کا وقت آئے تو ذرا سا سر جھکا لے اور ایک دو دفعہ جلدی جلدی **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ** کہہ دے اور ذرا اَور سر جھکا دے تو اسے سجدہ سمجھ لے۔ اس طرح جلدی جلدی نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے۔ یہ بھی قصر ہے جس کو ہماری شریعت نے خوف کی حالت میں جائز قرار دیا ہے۔ لیکن اگر وہ گھر میں اس طرح نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ وہاں تو ذرا سا بھی سر جھکا لے تو رکوع ہو جائے گا ذرا اَور سر جھکا لے تو سجدہ ہو جائے گا۔ لیکن مسجد میں آ کر اگر کوئی شخص اِس طرح نماز پڑھے گا تو ہم اسے کہیں گے کہ تیری نماز نہیں ہوئی۔

پس جس قصر کا قرآن کریم میں ذکر آتا ہے اُس کا تعلق صرف اُن نمازوں کے ساتھ ہے جو خوف کی حالتوں میں ادا کی جاتی ہیں۔ مثلاً لڑائی ہو رہی ہے کفار تعاقب میں ہیں اور نماز کا وقت آ گیا ہے تو اُس وقت نماز کو چھوٹے سے چھوٹا کرنا جائز ہوگا۔ اور پھر یہ بھی جائز ہوگا کہ جس حالت میں انسان ہو اُسی حالت میں نماز پڑھ لے۔ مثلاً اگر ایک شخص گھوڑے پر سوار ہے تو باوجود اِس کے کہ اُس کی ایک ٹانگ ایک طرف ہوگی اور دوسری ٹانگ دوسری طرف پھر بھی اُس کی نماز ہو جائے گی اور اُس کا منہ قبلہ کی طرف نہیں ہوگا تو پھر بھی نماز ہو جائے گی۔ ہاں اگر موقع مل سکے تو نماز شروع کرتے ہوئے قبلہ کی طرف منہ کر لیا جائے پھر خواہ کسی طرف منہ ہو جائے۔ لیکن اگر گھر میں بغیر بیماری کے آرام کرسی پر بیٹھ کر کوئی شخص اپنی ایک ٹانگ کرسی کے ایک بازو پر رکھ لے اور دوسری ٹانگ کرسی کے دوسرے بازو پر اور پھر نماز پڑھنا شروع کر دے تو اُس کی نماز نہیں ہوگی۔ یا مسجد میں وہ امام کے ساتھ صرف ایک رکعت نماز پڑھ کر آ جائے اور ایک رکعت گھر میں پڑھ لے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

غرض قرآن کریم نے جس نماز کے متعلق یہ کہا ہے کہ تم قصر کر لو وہ سفر کی نماز نہیں بلکہ نمازِ خوف ہے۔ اور جو سفر کی نماز ہے وہ جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور بعض دوسرے صحابہؓ کی روایات سے ثابت ہے وہ اُتنی ہی ہے جتنی کہ پہلے نماز فرض ہوئی تھی۔ ہاں ایک عرصہ کے بعد حضر میں اسے دگنا کر

دیا گیا۔ پس سفر کی نماز جس کے متعلق ہم قصر کا لفظ استعمال کرتے ہیں یہ درحقیقت قصر ہے ہی نہیں یہ ایک غلط محاورہ ہے جو لوگوں میں رائج ہو گیا ہے اور ایسا ہی ہے جیسے کہتے ہیں ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

یعنی حبشی کا نام کسی نے کافور رکھ دیا تھا حالانکہ کافور سفید رنگ کا ہوتا ہے اور حبشی کالے رنگ کا ہوتا ہے۔

بہرحال یہ ایک غلط نام پڑ گیا ہے ورنہ حقیقتاً جو قرآن کریم سے قصر ثابت ہے وہ یہی ہے کہ خوف کے وقت نماز کو اپنی مقررہ شکل سے بدل کر پڑھنا جائز ہے۔ چاہے انسان گھوڑے پر بیٹھے بیٹھے پڑھ لے، چاہے اشارے سے پڑھ لے، چاہے امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور ایک رکعت اکیلے پڑھ لے۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ایک شخص دشمن کے سامنے بندوق تانے کھڑا ہو اور نماز کا وقت آجائے تو ایسی صورت میں اُس کے لئے جائز ہوگا کہ وہ بندوق بھی سنبھالے رکھے، دشمن پر فائر بھی کرتا جائے اور نماز کی عبارتیں بھی دُہراتا جائے۔

پس نمازِ قصر خوف کے وقت ہوتی ہے اس کا کسی سفر سے تعلق نہیں۔ بلکہ یہ نمازِ قصر خوف کی حالت میں شہروں میں رہتے ہوئے بھی پڑھی جاسکتی ہے۔ مثلاً فرض کرو ایک ملک کی دوسرے ملک سے لڑائی ہو جاتی ہے تو اُس وقت سرحدی شہروں یا دیہات میں رہنے والے جو لوگ ہوں گے اُن کے لئے جائز ہوگا کہ اگر زور کا حملہ ہو تو وہ کھڑے کھڑے نماز کی عبارتیں بھی دہراتے چلے جائیں اور ساتھ ہی دشمن پر گولیاں بھی برساتے جائیں۔ یا امام موجود ہو تو ایک ایک رکعت اُس کے پیچھے پڑھ لیں۔ اِس صورت میں امام کی تو دو رکعتیں ہوں گی اور اُن کی ایک رکعت ہوگی۔ یہ قصر ہے جو خوف کی حالت میں جائز ہے۔ باوجود اِس کے کہ وہ سفر پر نہیں ہوں گے پھر بھی ان کے لئے جائز ہوگا کہ وہ اپنی نماز کو چھوٹا کر لیں کیونکہ وہ خوف کی نماز ہے اور خوف کے وقت جائز ہوتا ہے کہ انسان اپنے حالات کے مطابق چاہے تو کھڑے کھڑے نماز پڑھ لے، چاہے تو دوڑتے دوڑتے نماز پڑھ لے، چاہے تو اشاروں سے پڑھ لے۔ یا اسے موقع ملے تو ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھ لے اور ایک رکعت الگ ادا کر لے۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں اور شریعت نے خوف کی حالت میں ان کو جائز رکھا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام ضرور لے لیا کرے کیونکہ اس طرح اُس کی محبت دل میں تازہ ہو جاتی ہے۔ جو شخص اپنے محبوب کو بھول جاتا

ہے اور اس کی یاد اپنے دل میں تازہ نہیں رکھتا وہ یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ مجھے اپنے محبوب سے محبت ہے۔ سچی محبت ہمیشہ اپنے ساتھ بعض ظاہری علامات بھی رکھتی ہے اور محبت کی ایک بڑی علامت یہ ہے کہ انسان اٹھتے بیٹھتے اپنے محبوب کا ذکر کرتا ہے اور اس کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتا ہے۔ جب کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو یاد کر لیتا ہے تو اُس کی محبت دل میں تازہ ہو جاتی ہے اور اُس کی صورت آنکھوں کے سامنے آ جاتی ہے۔ اِسی لئے کہتے ہیں اَلْمَکْتُوْبُ نِصْفُ الْمُلَاقَاتِ یعنی جب انسان اپنے کسی دوست یا رشتہ دار کو خط لکھتا ہے تو گویا وہ اس سے نصف ملاقات کر لیتا ہے جب وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ لکھتا ہے اور پھر اپنے حالات بتاتا ہے اور اس کے حالات دریافت کرتا ہے تو ایک رنگ میں وہ ایک دوسرے کے سامنے ہو جاتے ہیں اور ان کی محبت تازہ ہو جاتی ہے۔ گویا جس طرح ملاقات سے آپس کے تعلقات بڑھتے ہیں اسی طرح خط لکھنے سے بھی آپس کے تعلقات بڑھتے ہیں اور خط لکھنا ملاقات کا قائم مقام ہو جاتا ہے۔ نماز بھی خدا تعالیٰ کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم نماز پڑھو تو اس طرح پڑھو کَاَنَّکَ تَرَاہُ گویا تم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو۔ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔ لیکن اگر تم کو اتنی روحانیت حاصل نہیں کہ تم یہ سمجھو کہ ہم خدا تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں تو کم از کم تم میں اتنا احساس تو ضرور ہونا چاہیے کہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ خدا تعالیٰ ہمیں دیکھ رہا ہے۔4

غرض نماز کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا وجود انسان کے سامنے آ جاتا ہے، اُس کی محبت تازہ ہو جاتی ہے اور اُس کا قرب انسان کو حاصل ہوتا ہے۔ اور چونکہ نماز خدا تعالیٰ کی ملاقات کا ایک ذریعہ ہے اس لئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ انسان تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لے اور نماز کے لئے کھڑا ہو جائے۔ خواہ جنگ ہو رہی ہو، دشمن گولیاں برسا رہا ہو، پانی کی طرح خون بہہ رہا ہو، پھر بھی اسلام یہ فرض قرار دیتا ہے کہ جب نماز کا وقت آ جائے تو اگر ممکن ہو مومن اُسی وقت اللہ تعالیٰ کے حضور جُھک جائے۔ (نہایت خطرناک حملہ کی صورت میں وہ نمازیں جو جمع نہیں کی جا سکتیں اُن کو بھی جمع کرنے کا حکم ہے۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار نمازیں جمع کی ہیں5) بیشک جنگ کی وجہ سے نماز کی ظاہری شکل بدل جائے گی لیکن یہ جائز نہیں ہوگا کہ نماز میں ناغہ کیا جائے۔ مگر آجکل مسلمانوں میں جہاں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو چکی ہیں وہاں ان میں ایک یہ نقص بھی پیدا ہو گیا ہے کہ

وہ ریل میں آرام سے بیٹھے سفر کر رہے ہوں گے مگر نماز نہیں پڑھیں گے۔ اور جب پوچھا جائے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے؟ تو کہیں گے سفر میں کپڑوں کے پاک ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا اس لئے ہم نماز نہیں پڑھتے۔ حالانکہ سفر تو الگ رہا میرا عقیدہ تو یہ ہے کہ اگر سر سے پَیر تک کسی شخص کے کپڑے پیشاب میں ڈوبے ہوئے ہوں اور اس کے پاس اَور کپڑے نہ ہوں جن کو وہ بدل سکے اور نماز کا وقت آجائے تو وہ اُنہی پیشاب آلودہ کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ یا اگر پردہ ہے تو کپڑے اُتار کر ننگے نماز پڑھ لے اور یہ پروا نہ کرے کہ اس کے کپڑے پاک نہیں یا جسم پر کوئی کپڑا نہیں۔ کیونکہ نماز کی اصل غرض یہ ہے کہ تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد خدا تعالیٰ کا نام لیا جائے اور اس طرح اُس کی یاد اپنے دل میں تازہ کی جائے۔ جس طرح گرمی کے موسم میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد انسان ایک ایک دو دو گھونٹ پانی پیتا رہتا ہے تا کہ اس کا گلا تر رہے اور اس کے جسم کو تراوت پہنچتی رہے اِسی طرح کفر اور بے ایمانی کی گرمی میں انسانی روح کو حلاوت اور تروتازگی پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد نماز مقرر کی ہے تا کہ وہ گرمی اس کی روح کو جھلس نہ دے اور اس کی روحانی طاقتوں کو مضمحل نہ کر دے۔ خدا تعالیٰ کا نام لینے سے اس کی محبت تازہ ہو جاتی ہے۔ فرشتے قریب آتے ہیں اور شیطان دور بھاگتا ہے۔ بیشک حکم یہی ہے کہ کپڑے پاک رکھو لیکن فرض کرو کسی کے پاس اَور کپڑے نہیں تو پھر اُس کے لئے یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ نماز نہ پڑھے بلکہ اُسے یہی کہا جائے گا کہ خواہ تمہارے کپڑے گندے اور ناپاک ہیں پھر بھی تم انہی گندے اور ناپاک کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لو۔ مثلاً کسی شخص کے پاس صرف ایک ہی تہہ بند ہے اور اسے شبہ ہے کہ وہ تہہ بند پاک نہیں رہا تو اُس کے متعلق شریعت کا یہ حکم نہیں ہوگا کہ وہ نماز نہ پڑھے بلکہ اس کے متعلق حکم یہ ہوگا کہ وہ اُسی تہہ بند کے ساتھ نماز پڑھ لے کیونکہ کپڑوں کی پاکیزگی سے دل کی پاکیزگی بہرحال مقدم ہے۔ مگر ہمارے ملک میں لوگ کپڑوں کا تو خیال رکھتے ہیں اور اپنے دل کو ناپاک ہونے دیتے ہیں۔ اگر ہم کپڑے کی ناپاکی کا خیال کر کے نماز چھوڑ دیتے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم کپڑے کو پاک کرنے کا تو خیال کرتے ہیں لیکن اپنے دل کو پاک کرنے کا خیال نہیں کرتے۔ اور یہ سراسر حماقت ہے۔ پس اُس وقت جو کپڑا ابھی میسر ہو اُسی کے ساتھ نماز پڑھ لینا جائز ہوگا مگر یہ جائز نہیں ہوگا کہ کپڑے کی ناپاکی کے خیال سے اپنے دل کو ناپاک کر لیا جائے اور نماز کو چھوڑ دیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے جیسے تمہارے کپڑوں پر مٹی

لگ جائے تو تم اسے دھوتے ہو۔ لیکن دوسری طرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ساری زمین کو میرے لئے مسجد بنا دیا ہے۔6 گویا وہی مٹی جو کپڑوں پر لگ جائے تو تم اُسے صاف کرتے ہو اُسی کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نماز کے لئے پاک قرار دے دیا اور فرمایا کہ اگر مسجد نہ ہو تو تم مٹی پر نماز پڑھ لو۔ کیونکہ نماز ایک ایسی چیز ہے جسے کسی صورت میں ترک نہیں کیا جاسکتا۔ یوں مٹی کپڑوں پر لگ جائے تو انسان اُسے دھونے کی کوشش کرتا ہے بلکہ غریب سے غریب آدمی بھی ہفتہ عشرہ کے بعد اپنے کپڑوں کو ضرور دھوتا ہے۔ وہ کپڑے کیوں دھوتا ہے؟ اس لئے کہ مٹی کی وجہ سے وہ میلے ہو جاتے ہیں۔ پس کپڑے کی صفائی کے یہ معنی ہیں کہ اُن پر مٹی پڑ گئی تھی جسے دھو کر صاف کیا جاتا ہے۔ لیکن جب مسجد نہیں ملتی تو ہماری شریعت اُسی مٹی کو پاک قرار دے دیتی ہے اور کہتی ہے کہ تم زمین پر جہاں چاہو نماز پڑھ لو۔

پس نماز ایک نہایت ہی اہم چیز ہے اور دوسری تمام چیزیں اس کے تابع ہیں۔ بیشک اپنے کپڑوں کو صاف رکھو بلکہ مومن کا فرض ہے کہ وہ اپنے کپڑوں کی صفائی کا خیال رکھے اور ان کو ہر قسم کی غلاظت اور گندگی سے بچائے۔ لیکن اگر ایسا وقت آ جائے کہ کپڑے مشتبہ حالت میں ہوں اور پانی نہ ہو جس سے انسان انہیں دھو سکے یا نئے کپڑے نہ ہوں جن کو تبدیل کر سکے اور نماز کا وقت آ جائے تو پھر اُس کا یہی فرض ہے کہ انہی کپڑوں کے ساتھ نماز پڑھ لے اور کپڑوں کا خیال نہ کرے۔''

(الفضل مورخہ 6 مارچ 1950ء)

1: صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین و قصرھا. باب صلوٰۃ المسافرین و قصرھا

2: وَاِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ (النساء:102)

3: صحیح بخاری کتاب الاذان باب وجوب القراء ۃ للامام والماموم فی الصلوات کلها

4: صحیح بخاری کتاب الایمان باب سؤال جبریل النبیؐ عن الایمان والاسلام

5: کنزالعمال کتاب الغزوات والوفود من قسم الافعال باب غزواته و بعوثه ، غزوة الخندق حدیث نمبر 30077 جلد 10 صفحہ 204، مطبوعه بیروت لبنان 1998ء

6: صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب جعلت لی الارض مسجدا و طهورا